قال النبي صلى الله عليه وسلم من وجد سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا رواه احمد وابن ماجه

الدرة البهية

في

احكام الاضحية

مؤلفہ

مولانا مولوی حافظ محمد اشفاق الرحمن صاحب کاندھلوی

مہتمم مدرسہ شرفیہ چھتہ لال میاں دھلی

سنہ ۱۳۴۱ھ

ملنے کا پتہ :- حاجی محمد محی الدین تاجر کتب و سوداگر موچی بازار بنگلور لشکر

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وجد سعۃ فلم یضح فلا یقربن مصلانا

چون حدیث مسطور

دال است بر وجوب اضحیہ این عجالہ مسمی بہ

الدر البہیہ
فی
احکام الاضحیہ
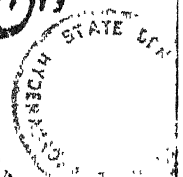
از تعلیقات مولانا مولوی اشفاق الرحمن صاحب کاندہلوی سلمہ اللہ الغنی سابق مدرس مدرسہ مظاہر علوم حال مقیم بنگلور جامع بود احکام اضحیہ را پس ایصالاً للنفع از اہتمام احقر ابو المسعود محمد عبد الرزاق تاجر کتب ماکستان حسب فرمایش جناب مجرد بود ۔۔۔

حاجی محمد محی الدین صاحب بنگلوری

در مطبع ۔۔۔ پرنٹنگ ورکس ۔۔۔ بنگلور ۔۔۔ طبع شد

(بحلہ حقوق محفوظ)

قیمت چار آنہ علاوہ محصول ڈاک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم بعد الحمد والصلوۃ - یہ احقر اشفاق الرحمن کاندہلوی رقم طراز ہے کہ مین اسوقت جس مبحث پر لکھنا چاہتا ہون اسکی اجمالی تعیین تو اس کتاب کے نام سے ظاہر ہوگئی ہے اور تفصیلی تعیین یہہ ہے کہ اس زمانہ مین علوم دینیہ کی طرف سے روز مرہ بے رغبتی بیحد بڑہتی جاتی ہے پہر طرفہ یہ کہ علماء سے تنافر وتباغض وتحاسد یہی وجوہ ہین عدم توفیق علم وعمل کے اور یہ بھی بدیہی ہے کہ اس زمانہ مین جہان اور اعمال مین کوتاہی ہورہی ہے منجملہ اُن کے قربانی کے معاملہ مین بیحد کوتاہی کیجاتی ہے اسلئے یہ مختصر سا رسالہ قربانی کے فضائل مین لکھتا ہون اور اسکے متعلق جس قدر احکام فقہیہ ہین وہ بھی مفصلاً انشاء اللہ تعالیٰ اس رسالہ مین تحریر کرون گا. اب حق تعالیٰ سے درخواست ہے کہ ناظرین کو یہ تحریر علم وعمل کا فائدہ دے اور میرے لئے موجب اجر اخروی کا ہو- آمین یارب العالمین -

فضائل عقلیہ قربانی

سب سے پہلے ایک مقدمہ سمجھ لینا چاہیئے وہ یہہ ہے کہ عبادت کی فضیلت کے اسباب مختلف ہوا کرتے ہین اور اُن اسباب کی وجہ سے عبادت کی فضائل

دو قسم کے ہو گئے ہین ایک تو وہ فضائل جو مشترک ہین تمام عبادات مین دوسرے
وہ جو مختص ہین پہر جو مشترک فضائل ہین انکی دو قسمین ہین ایک وہ جو حقیقۃً عبادت
کے اعتبار سے ہون مثلاً عبادت مطلقہ کی حقیقت ہے تذلل اور عاجزی ظاہر کرنا
مولی بے نیاز کی درگاہ مین اس حقیقت مین جملہ عبادات مشترک ہیں اور اسکے
اعتبار سے جس قدر فضایل ہون گے وہ مشترک ہون گے ۔

دوسرے وہ فضایل جو آثار و عوارض مشترکہ کے اعتبار سے ہون اور وہ بھی
مشترک ہونگے اور ان عوارض و آثار مین غایات بھی داخل ہین مثلاً مطلق
عبادت کی غایت ابتغاء مرضات اللہ ہے یعنی اللہ کی رضامندی طلب کرنا
یعنی عبادت کا عبادت ہونا اسپر موقوف ہے کہ اس سے مقصود حق تعالے
کی رضا ہو اگر یہ نہ ہو تو وہ عبادت عبادت نہین ہے محض صورت عبادت
جیسے کسی شخص نے بلا وضو نماز پڑہی یعنے نماز کی ہیئت بنائی تو نماز کے اجزاء تو
سارے پائے گئے مگر چونکہ اسمین ایک شرط مفقود ہے اسلئے اسکو نماز نہ کہینگے
جب شرط کے مفقود ہونیسے جو کہ اصلی مقصود بھی نہین نماز نہین ہوتی تو جو غرض
اصلی ہے یعنی ابتغاء مرضات اللہ مفقود ہو تو نماز کیسے ہوگی مثلاً نماز پڑہتی
یہہ ہو کہ لوگ ہمارا اعتبار کرنے لگین اور نمازی کہین تو یہ عبادت نہین لیکن چونکہ
ابتغاء مرضات الیہ ایک امر مبطن ہے اسلئے اس نماز کو ایسا فاسد نہ کہین گے
جیسے ترتیب نہ ہونیسے یا رکوع سجدہ نہ ہونیسے فاسد کہا جاتا ہے احکام دنیا
مین ایسی نماز کو فاسد کہا جاتا ہے لیکن یہہ نماز موجب نجات نہ ہوگی، حالانکہ
صورت پائی گئی، غرض یہہ عارض یعنی غایت بھی تمام عبادتون مین مشترک ہے
بہرحال بعض امور جو مدار فضیلت ہین وہ ہین جو حقیقت مین داخل ہین اور بعض
وہ ہین جو خارج ہین مگر ہین دونو مشترک سو مجھے قربانی کے متعلق ایسے فضائل

بیان کرنا مقصود نہین ایسے فضائل تو بہت ہین جنکو بیان کرنا صرف اُن
فضائل کا ہے جو قربانی کی ساتھ مختص ہین جو کہ فضائل کی دوسری قسم ہے
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہر عبادت کے اندر جیسے کہ فضائل مشترکہ عامہ
ہوتے ہین اسی طرح ہر عبادت کے کچھ فضائل خاصہ بھی ہوتے ہین کہ وہ
اسی عبادت کے اندر پائے جاتے ہین مثلاً نماز کی کچھ خصوصیات ہین کہ وہ
روزہ مین نہین اسیطرح روزہ کی خصوصیات حج مین نہین اور حج کی خصوصیات
روزہ اور نماز مین نہین اور انہین خصوصیات کی وجہ سے وہ عبادات نظر شارع
مین خصوصیات کی ساتھ مقصود ہوا کرتی ہے ورنہ اگر وہ خصوصیات مقصود
نہ ہوتین تو چاہئے تھا کہ تلاوت کی جگہ نماز اور نماز کی جگہ روزہ اگر کوئی کرلیتا
تو کافی ہوجاتا مگر ایسا نہین ہے پس معلوم ہوا کہ عبادت صرف درجہ اطلاق
ہی کے اعتبار سے مقصود نہین ہے بلکہ ہر عبادت کی صورت نوعیہ بھی مقصود
ہوتی ہے پس اسی طرح قربانی کے اندر بھی کچھ خصوصیات ہین کہ وہ دوسری
عبادات کے اندر نہین پائی جاتی ہین ان ہی خصوصیات کو بیان کرون گا۔
اول یہ سمجھنا چاہئے کہ کسی عبادت کے خواص کہ جو بھی فضیلت کے ہین انکی
چند قسمین ہین حصر عقلی تو ہو نہین سکتا لیکن تتبع اور استقراء سے وہ پانچ
خواص ہین کہ جو فضائل کے مبنی اور اسباب بن سکتے ہین اول سبب تو وہ
ہے کہ جس کا مرجع اس عبادت کی حقیقت کی طرف ہے اسلئے کہ ہر عبادت
کی ایک حقیقت ہوتی ہے اسکے اعتبار سے گاہے اس عبادت کو فضیلت
ہوتی ہے جیسے نماز کی حقیقت رکوع سجدہ قیام قرأت ہے اور روزہ کی
حقیقت امساک عن الاکل والشرب والجماع ہے اس طرح قربانی کی بھی
ایک حقیقت ہے اراقۃ الدم فی قربان مخصوص لوجہ اللہ تعالیٰ دوسری

فضیلت کی وجہ زمانہ کی فضیلت کے اعتبار سے ہوتی ہے یعنی اس عبادت کا
زمانہ چونکہ بابرکت ہے اسلئے اسکو فضیلت ہے جیسے فرض روزہ کی فضیلت
زمانہ کی فضیلت کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ زمانہ حقیقت سے خارج
ہے لیکن اسکو دخل ضرور ہے چنانچہ اُسکے شرف سے عبادت کا شرف بھی
بڑھ جاتا ہے اور بعض زمانہ ایسے بھی ہین کہ انمین عبادت منع ہے
تیسری وجہ مکان ہے کہ مکان عبادت کا ایسا مقرر کیا گیا ہے کہ جسکے شرف
سے اُس عبادت کا شرف بڑھ گیا جیسے نماز ہے کہ فی نفسہ بھی اسمیں فضیلت
ہے لیکن مسجد مین ہو تو زیادہ فضیلت بڑھ جاتی ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ مسجد
مین ملائکہ کا اجتماع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اسکی نسبت ہے علیٰ ہذا حج
کی فضیلت کہ وہ بوجہ مکان کے بھی ہے۔
چوتھی وجہ فضیلت کی غایت ہے اور غایت سے مراد غایت مخصوصہ ہے اور وہ غایت
خواہ دنیا مین مرتب ہو جیسے روزہ مین قوت بہیمہ کا انکسار ہے یا آخرت مین جیسے
حدیث مین آیا ہے کہ صائمین جنت کے باب الریان سے جاوینگے۔
پانچوان سبب فضیلت کا یہ ہے کہ بانی یعنی بادی اُس عبادت کا ایک فضیلت رکھتا
ہے یا تو وہ فعل اسنے خود کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کو پسند آگیا اور اسکو عبادت بنا دیا یا
ابتداءً اللہ تعالیٰ نے اسپر فرض کیا ہے اور پہلی صورت مین اللہ تعالیٰ کے پسند
آنیکی قید اسلئے بڑھائی کہ کسی فعل کے عبادت ہونیکے لئے محض رائے کافی نہیں ہے
تاوقتیکہ وحی سے اسکی تائید و تقویت نہ ہو باقی رہا یہ شبہ کہ جسنے اول کیا اُسنے
محض رائے سے کیون کیا بات یہ ہے کہ اس نے اسکو علی وجہ الخصوصیت عبادت
سمجھکر نہین کیا بلکہ اوسکو اپنے اجتہاد سے کسی کلی مصلحت سے کیا تھا پھر وہ
فعل اللہ تعالیٰ کو پسند آگیا اور اسکو عبادت بنا دیا چنانچہ حضرت اسمٰعیلؑ اور

ان کی والدہ کا قصہ ہے کہ حضرت اسماعیل شیرخوار بچے تھے حضرت ابراہیمؑ
کو حکم ہوا کہ ہاجرہ کو معہ انکے بچے کے مکہ معظمہ کے میدان مین چھوڑ دو اللہ اکبر
کیسے حکم کے امتثال کرنیوالے تھے کہ اس وادی مین جہان نہ پانی تھا نہ دانہ
ذرا خیال نہین آیا کہ انکا کیا حشر ہوگا فوراً انکو وہان لیجاکر چھوڑ دیا خیر ابراہیمؑ
تو بہت بڑے تھے اور صاحب وحی تھے لیکن ہاجرہ انکی بی بی تو صاحب وحی نہ تھین
بس خیال تھین کہ دودھ پیتا بچہ ساتھ ہے اور میدان ایسا کہ وہان نہ دانہ نہ پانی اور
احتمال ہے کہ کوئی بھیڑیا یا کوئی درندہ آکر کھا جاوے لیکن ان سب باتون کا کچھ
خیال نہین کیا اور نہ اسکے متعلق کچھ سوال کیا۔ سوال کیا تو کیا یہ پوچھا کہ ہمکو
آپ یہان اپنی راے سے چھوڑے جاتے ہین۔ یا خدا کا حکم ہے فرمایا ہے کہنے لگین اذا
لا یضیعنا یعنی جب یہ خدا کا حکم ہے تو اللہ تعالیٰ ہمکو ضائع نہ کرینگے دیکھیے کہ
ابراہیمؑ کے اس ایک جملہ سے کہ یہ حکم خداوندی ہے انکو بالکل اطمینان ہوگیا
کیسی ہمت توکل حق تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔ ابراہیمؑ تھوڑا سا پانی انکے لئے
اور کچھ کھجورین دیکر گئے تھے پانی ختم ہوگیا اب اسماعیلؑ کو پیاس لگی وہان
دو پہاڑیان تھین صفا اور مروہ انکا اب بھی نشان باقی ہے اسوقت جنگل
تھین مگر اب انکے درمیان بہت بڑا بازار ہے حضرت ہاجرہ پریشانی مین
پانی کی تلاش کیواسطے ایک پہاڑی پر چڑھیں تاکہ دیکھیں کہ کہین پانی تو نہین
ہے ادھر ادھر نظر دوڑائی کہین پانی نظر نہ پڑا وہان سے اتر دوسری پہاڑی
کی طرف جانے لگین اور اسماعیلؑ کو برابر دیکھتی جاتی تھین ان دونو پہاڑیون کے
درمیان مین ایک نشیب تھا جب وہان پہونچین تو اسماعیلؑ نظرون سے غائب
ہوگئے اسلئے اسکو دوڑ کر قطع کیا تاکہ جلدی پھر وہ پیش نظر ہوجائین اور وہان
سے نکلکر دوسری پہاڑی پر جاکر نظر دوڑائین لیکن کہین پانی نہ ملا وہان

سے اترین تو پھر صبر نہ آیا اور اسی طرح پھر پہلی پہاڑی پہ پہونچین کہ شاید اب پانی نظر آوے اسی بے چینی مین وہ سات مرتبہ ادہر اور ادہر اور ادہر آئی گئین اس مضطربانہ حرکت پہ حق تعالی کی رحمت متوجہ ہوئی اور جبرئیل کو حکم ہوا کہ جاکر اسماعیل کے لئے اپنے بازو سے زمین مین سے پانی نکالو چنانچہ جبرئیل آئے اور جہان اسماعیل پیاس سے بیتاب ہوکر رو رہے تھے ایڑی ماری وہان سے پانی کا چشمہ ابلا جس کا نام اسوقت زمزم ہے یہہ تو قصہ ہے باقی پہر مقصود یہہ ہے کہ حق تعالی کو اپنے مقبول بندون کا بعض فعل پسند آجاتا ہے گو وہ بطور عبادت کے بھی نہ ہو یون ہی علی سبیل العادت ہی ہو چنانچہ حضرت ہاجرہ کا یہ بیتابانہ اور مضطربانہ پانی کی تلاش مین دوڑنا ایسا پسند آیا کہ قیامت تک کے لئے اسکو حج مین داخل کردیا اب وہ گڈھا تو نہین رہا مگر نشان کے لئے اسکی مبتدا و منتہا پر دو پتھر لگے ہین جب صفا و مروہ کے درمیان چلتے ہین تو ان دو پتھرون کے بیچ مین دوڑ کر چلتے ہین۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ پانچ چیزین فضائل مختصہ کے اسباب ہوتے ہین حقیقت زمان مکان غایت بانی یہ قاعدہ تو عامہ تھا اسکے بعد سمجھنا چاہیے کہ جب قربان کے اندر پانچون وجہ سے فضیلت ثابت کرنا منظور ہی تو جاننا چاہیے کہ کوئی عبادت بجز قربانی کے ایسی کم ہوگی کہ اسمین پانچون وجہ فضیلت کی موجود ہون غالبا قربانی ہی ایک ایسی عبادت ہو کہ جس مین یہ پانچون وجہہ فضیلت کی مجتمع ہین اب نمبروار ہر ایک کو قربانی کے اندر دکھلایا جاتا ہے۔

(۱) فضیلت باعتبار حقیقت اسکی دو قسمین ہین ایک حقیقت جنسیہ اور دوسری حقیقت نوعیہ حقیقت جنسیہ سے مراد جنس قریب ہے جنس بعید مراد نہین تو حقیقت جنسیہ قربانی کی انفاق مال ہے اور حقیقت نوعیہ اراقۃ دم ہے قربانی کو دونون اعتبار

سے فضیلت ہی انفاق مال کی حیثیت سے تو اسلئے کہ اول سمجھنا چاہئے کہ بڑی چیز
اور اصل مدار فضیلت اور کمال کا حق تعالیٰ کی محبت ہے اور سب احکام اسکے لئے
ہین نفس کے انقلابات مین جو غور کیا جاتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبادت
بدنی اتنی دلیل محبت کی نہین جسقدر کہ عبادت مالی ہے دنیا مین بھی اسکی نظائر
موجود ہین ٹٹول کر دیکھئے کہ اگر کوئی بہت قیمتی شئی اور پیاری شئی آپکے پاس ہو تو
ہر محبوب کو دینا اسکا پسند نہ کرینگے بلکہ جس سے بے انتہا محبت ہوگی اسکو آپ
دینگے پس مال وہان ہی خرچ کیا جاتا ہے جہان محبت ہو برخلاف جانی خدمت
کے کہ ہر کسی کی کردیجاتی ہے۔ لہذا قربانی کو ایک تو اس حیثیت سے فضیلت ہے
کہ اسکی حقیقت جنسیہ انفاق مال ہے اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ انفاق مال مین کونسی
فرد پسندیدہ ہے تو اسکی نسبت ارشاد ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی تم
نیکی کو ہرگز نہ پہونچو گے یہانتک کہ اس شئی سے خرچ کرو کہ جسکو تم چاہتے ہو پس
قربانی کے اندر جو جانور خریدا جاوے اسکو خوب دیکھنا چاہئے کہ تمام عیوب سے سالم
ہو قیمت مین اچھا ہو اسکی محبوب ہونے کی یہی صورت ہو۔ اب لوگوں کی یہ کیفیت
ہے کہ سڑیل سے سڑیل جانور قربانی کے لئے خریدتے ہین تو ظاہر امر ہے کہ
اس سے بڑھکر عقلاً محبت کی دلیل کوئی نہین ہے کہ محب اپنی جان کو محبوب
پر قربان کردے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کے جوتیون کے
صدقے سے اس امت کو قربانی کرنے مین یعنی جانور صفات مطلوبہ کی ساتھہ
زمانہ مخصوص کے ذبح مین وہی ثواب ملتا ہے جو ایک انسانی جان قربان کرنے
مین ملتا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ جناب ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے ملک شام مین پہونچنے کے بعد یہہ دعاء کی تھی کہ اے میرے رب مجھکو ایک
نیک فرزند دے سو حق تعالیٰ نے ایک حلیم المزاج فرزند عطا فرمایا جب وہ فرزند

ایسی عمر کو پہونچے کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے لگے اور ابراہیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ مین اس فرزند کو بامرِ الٰہی ذبح کر رہا ہون اور یہ ثابت نہین کہ حلقوم کٹا ہوا بھی دیکھا یا نہین غرض آنکھ کھل گئی پھر اسوجہ سے کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتی ہے اسکو امر الٰہی سمجھے اور اسکے امتثال کے لئے آمادہ ہوئے پھر اس خیال سے کہ یہہ فعل متعلق فرزند کے بھی ہے خدا جانے اسکی کیا راۓ ہو اسلئے اطلاع کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ اطلاع فرماکر دریافت کیا کہ تمھاری کیا راۓ ہے بیٹے نے فرمایا یا ابت افعل ما تؤمر کہ آپ کو جو حکم ہوا ہے بلا تامل کیجئے مجھسے پوچھنے کی کیا بات ہے غرض جب باپ اور بیٹے نے خدا کے حکم کو تسلیم کرلیا اور باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے کروٹ پر لٹایا اور چاہتے تھے کہ گلا کاٹ ڈالین اسوقت حق تعالیٰ کی طرف سے وحی کہ اے ابراہیم شاباش تمنے خواب کو سچ کر دکھایا اب ہم اس حکم کو منسوخ کرتے ہین بس انکو چھوڑ دو اور ایک دنبہ ذبح کرلو عوض مین جو جنت سے ایک قبل کی بنا پر بھیجا گیا تھا بس ابراہیم علیہ السلام نے اس دنبہ کو ذبح فرمادیا غرض ابراہیم علیہ السلام کا دنبہ کو ذبح فرمانا اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کے عوض مین تھا اور دنبہ کے ذبح پر ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کے ذبح کا اجر ملا تھا تو اب ایک حدیث سے یہہ مضمون صاف ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا ماھذہ الاضاحی یا رسول اللہ یعنی یہ قربانی کیا ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ سنۃ ابیکم یعنی تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے یعنی جو ابراہیم جیسے جلیل القدر نبی کو بیٹے کے ذبح کرنے مین اور بیٹا بھی ایسا جلیل القدر نبی کو اجر ملا تھا وہ آج امت محمدیہ کو قربانی کرنے مین ملتا ہے لہذا اراقۃ دم جو قربانی کی حقیقت نوعیہ ہے اسکی فضیلت ثابت ہوگئی کہ وہ خدا پر جان قربان کرنے کے مرتبہ

نہین ہے

(۲) فضیلت زمانہ

قربانی کو زمانہ کی وجہہ سے بھی فضیلت ہے سو جس زمانہ مین یہ قربانی مشروع ہے اسکی بھی بہت بڑی فضیلت ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اُن ایام مین اس عمل سے بہتر کوئی عمل نہین ہے اور آیا ہے کہ ماہ ذی الحجہ مین یکم سے لیکر ۹ ذی الحجہ تک اگر کوئی روزے رکھے تو ایک ایک روزے کے بدلے ایک ایک سال کے روزون کا ثواب ملتا ہے اور عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے ایک سال کے گنہ معاف ہوتے ہین یہہ ہی علامت ہے ان دنون کے افضل ہونیکی اور نیز ان ایام مین حج اور مناسک حج بھی مقرر ہین بس ان ایام مین یہ عمل افضل الاعمال قرار دیا گیا ہے ۔

(۳) شرف مکانی

اسکو مین بے تکلف نہین ثابت کرسکتا لیکن ایک حدیث سے اسکا استنباط ہوسکتا ہے وہ یہہ ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس وقت حجاج لبیک کہتے ہین تو تمام شجر اور حجر اور مدر سب لبیک کہتے ہین اور انسے سنکر اُن کے متصل کے شجر او رحجر کہتے ہین حتی ینتھی الارض من ھھنا الی ھھنا اس سے ثابت ہوا کہ اس زمانہ مین تمام امکنہ حکما ملحق ہوجاتے ہین حرم کی ساتھہ اور نیز یہ مسئلہ ہی کہ اگر مسجد مین نماز ہوتی ہو اور صفین باہر تک آجاوین تو بیرونی جگہ بھی بعض احکام مین مسجد ہی کی ساتھہ ملحق ہوجاوے گی اسی طرح گویا تمام مواقع قربانی کے برکت مین بحکم حرم ہوجاتے ہین بس اسی طرح سے مکانی فضیلت بھی سب قربانی کرنیوالون کو میسر ہوجاتی ہے اور ہمین کوئی بعد نہین ہے ۔

(۴) شرف بانی و بادی

اسکی نسبت یہ ہے کہ حدیث مین آیا ہے قالوا ما ھذہ الاضاحی یا رسول اللہ قال سنتہ ابیکم ابراھیم جیسا کہ گذرچکا یعنی صحابہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہہ قربانیان کیا ہین فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا طریقہ ہے سنۃ ابیکم ابراہیم مین ایک عجیب لطیفہ ہے وہ یہہ ہے کہ قربانی کو ابراہیم علیہ السلام کی سنت فرمایا حالانکہ انکا فعل ذبح الولد ہے اور ہمارا فعل ذبح البقرہ ہے جب تغائر ہوا تو پہر اضاحی کو سنت ابراہیم کہنا کیسے صحیح ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ انہون نے تو بکری کو ذبح کیا تھا بیٹے کو کہان ذبح کیا ہے تو جواب یہہ ہے کہ انہون نے تو قصداً بیٹے ہی کو ذبح کیا چنانچہ چھری چلاہی دی تھی لیکن حق تعالیٰ نے بجائے انکے بکری یا مینڈھے کو قائم مقام کر دیا پس سنت ابراہیم تو ضحیہ اسوقت ہو جب ہم بھی اولاد کو ذبح کرین پہر سنت ابراہیم جو اسکو فرمایا تو نکتہ یہہ ہے کہ حضورؐ نے یہہ بتلایا ہے کہ تمکو اس عمل کا ثواب اتنا ہی ملتا ہے جس قدر کہ ذبح ولد مین انکو ملا تھا اول تو ذبح ولد ہی ایک بہت بڑا عمل ہے دوسرے ابراہیم جیسے جلیل القدر پیغمبر کا ذبح کرنا اسپر ثواب بھی بے انتہا ہوگا تو گویا یہہ ارشاد ہے کہ تمکو اس عمل پر وہی ثواب ہوگا جو ذبح ولد پر ابراہیم علیہ السلام کو ہوا تھا سبحان اللہ یہہ صرف جناب رسول اللہؐ کی برکت ہے کہ تین چار روپیہ مین ہمکو وہ اجر ملتا ہے جو ذبح ولد مین ایک پیغمبر جلیل القدر کو ملا تھا ؎

طوبیٰ لنا معشر الاسلام ان لنا ۔۔۔ من العنایۃ رکناً غیر منہدم

یہہ فضیلت تو واللہ ایسی ہے کہ جسکے ذمہ قربانی واجب نہین وہ بھی اگر چھوڑے تو اسکو ایک بڑا بھاری فضیلت کا چھوڑنے والا کہا جاوے گا اور جسکے ذمہ واجب ہے وہ اگر ترک کردے تو بڑا ہی خاسر ہے یہ شرف قربانی کا بانی کیو جسکی ہوا

(۱۴) شرف قربانی بلحاظ غایت

قربانی کی غایت دو ہین دنیا کے اعتبار سے بھی اور آخرت کے اعتبار سے بھی دنیا مین تو یہہ ہے کہ وہ جانور ذبح ہوکر پہر تمہارے کام آسکتا ہے چنانچہ قربانی کے گوشت کی اگر تم ایک بوٹی بھی کسی کو نہ دو اور سب کا سب خود ہی کہالو تو بھی قربانی مین کوئی فرق نہین آتا یہ عجیب انفاق مالی ہے کہ وہ شئی تمہارے ہی پاس رہے اور پہر عبادت اور ہوگئی اور انفاقات مالیہ جس قدر ہین انمین یہ بات نہیں جبتک ملک سے علیحدہ نہ کرو اسوقت تک ادا نہین ہوتے ہین اور ثواب نہیں ملتا اس امر مین یہ عمل جملہ انفاقات مالیہ سے ممتاز ہے اور نیز دنیا کے اعتبار سے ایک اور بھی فضیلت ہے وہ یہہ ہے کہ اور انفاقات مالیہ مین تو چونکہ مال ملک سے نکلتا ہے اور نفس کو معلوم ہوتا ہے کہ تیرے پاس سے یہ شئے جاوے گی اسلئے انمین تو ممکن ہے کہ نفس حیلہ کرے اور غالب ہوکر اُس عبادت سے محروم رہے اور قربانی مین چونکہ نفس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذبح ہوکر وہ جانور میری ہی ملک مین رہے گا اور مین ہی اس سے منتفع ہون گا تو اسکے ادا کرنیمین حیلہ بہانہ نہ کرے گا اور اس سے محروم نہ رہے گا تو اس امر سے یہ معلوم ہوا کہ حق تعالے کو یہہ عمل بہت ہی محبوب و مرغوب ہے کہ اسکے اندر اسقدر سہولتین رکھی ہین کہ کوئی بھی رُوک اسکے کرنیمین بندون کو نہ ہو اور آخرت مین غایت یہہ ہے کہ انہا علی الصراط مطایاکم کہ بیشک وہ پلصراط پر تمہاری سواریان ہون گی پس یہہ شرف قربانی غایت کیوجہ سے ہوا الحمد للہ کہ قربانی کی فضیلت پانچوں وجہ سے ثابت ہوگئی اور یہ معلوم ہوگیا کہ قربانی بہی عجیب عمل ہے کہ ہر حیثیت سے اسمین فضیلت ہے اور باقی رہ گئی احادیث سے قربانی کے فضایل تو ذیل مین درج ہوتے ہین۔

فضائل قربانی

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عمل آدمی کا یوم النحر میں خدا کے نزدیک زیادہ محبوب نہیں ہے خون گرانے سے اور یقیناً وہ (جانور) قیامت کے دن اپنے سینگ اور بالوں اور کھروں سمیت آوے گا اور (قربانی کا) خون یقیناً خدا کے نزدیک زمین پر گرنے سے پہلے بڑی مرتبہ میں واقع ہوتا ہے لہذا خوش کرو اس عمل سے نفس کو (رواہ ابن ماجۃ والترمذی)

(۲) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضور کے اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ قربانی کیا ہے ارشاد فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت (طریقہ) ہے صحابہ نے عرض کیا کہ قربانی میں ہمارے لئے کیا (اجر) ہے ارشاد فرمایا کہ بدلہ ہر بال کی نیکی ہے صحابہ نے عرض کیا اور صوف (یعنی بکری میں تو بال ہوتے ہیں اور دنبہ بھیڑ میں صوف ہوتا ہے یعنی بہت باریک بال اور کثرت سے جن کی علیحدگی اور ممتاز ہونا بھی دشوار ہے کیا انہیں بھی ہر ایک بال کے بدلہ نیکی ملتی ہے) حضور نے ارشاد فرمایا کہ صوف میں بھی ہر بال کے بدلہ نیکی ہے (رواہ ابن ماجۃ والحاکم)

(۳) ابی سعید سے روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ کھڑی ہو اپنی قربانی کی طرف پس حاضر ہو اسکے پاس کیونکہ تیرے لئے پہلے قطرہ سے جو ہوا سکے خون سے ٹپکے یہ ہے کہ بخش دئے جاوینگے جو کچھ تیرے گناہ گذرے (حضرت) فاطمہ نے عرض کیا کیا ہمارے اہلبیت کے لئے ہے خصوصاً یا ہمارے لئے اور مسلمانوں کے لئے حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے لئے اور مسلمانوں کے لئے (یعنی سب مسلمانوں کیلئے یہی حکم ہے (رواہ البزار وابو الشیخ بن حبان فی کتاب الضحایا)

(۴) حضرت علی سے روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے آدمیو قربانی کرو اور ثواب چاہو اسکے خونوں کے بدلہ کیونکہ خون اگرچہ زمین میں گرتا ہے

لیکن یقیناً خدا کی حفاظت مین رھتا ہے (کہ اسکا بھی بدلہ ملے گا (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

(۵) حسین بن علیؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے قربانی کی طیب النفس سے ایسی حالتمین کہ اپنی قربانی سے ثواب چاہنے والا ہو ہو جائے گا اسکے لئے پردہ دوزخ سے۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

(۶) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کے نزدیک بقرعید کے دن کسی شئی مین خرچ کرنا محبوب نہین ہے قربانی کرنیسے (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

(۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا جو شخص گنجائیش پاوے قربانی کرنیکی اور قربانی نہ کرے تو ہماری عیدگاہ مین نہ آوے (رواہ الحاکم وابن ماجۃ مرفوعاً)

کوتاہیان دربارۂ قربانی

قربانی مین ایک کوتاہی موجودہ زمانہ مین جو اس التفریطات ہے یہ ہوتی ہے کہ بعضے لوگ باوجود وسعت اور وجوب کے قربانی نہیں کرتے بلکہ بعضے بعضے خاندانون مین کئے کئے پشت سے قربانی نہیں ہوتی بلکہ بعضے دیہات کے لوگ اسکو جانتے تک بھی نہین بعضے سستی و بے پروائی کے سبب نہین کرتے بعضے بخل کے سبب کوتاہی کرتے ہیں۔ پس اگر سبب اسکا ناواقفی اور بیخبری ہے تو اسکی اصلاح یہ ہے کہ ان کو اسکے وجوب سے اور اسکے ترک پر جو وعید ہے جیسا کہ ابن ماجہ مین حدیث مرفوع ہے من وجد سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا اسپر اُن کو اطلاع دیجاوے بالخصوص واعظین وخطباء یا اہل علم جو دیہات مین وعظ و تبلیغ کی غرض سے جاتے ہین انپر ضروری ہے کہ وہ دیہات کے لوگون کو جبکہ وہ جمعہ مین آدین

یا خود دیہات مین جانا ہو اسکے وجوب پر بلکہ اسکے متعلق دوسرے احکام پر
بہی آگاہ کردین بعضے باوجود اس قدر وسعت کے جسپر قربانی واجب ہوتی ہے
اپنے ذہن مین اپنے کو اس لئے بری وسبکدوش سمجھے ہوئے ہیں کہ انکو
اس وسعت کی مقدار معلوم نہیں تو انکو اوس سے آگاہ کیا جاوے کہ جسکے
پاس حوائج ضروریہ سے زائد تخمیناً پچاس روپیہ نقد یا مال تجارت یا زیور
یا جائداد ومکانات علاوہ مکان سکونت وکفایت معاش سالانہ کی موجود
ہو پس اتنی وسعت پر قربانی واجب ہوجاوے گی خواہ مرد ہو یا عورت البتہ
بچون پر یا بچون کی طرف سے واجب نہیں اور اگر بے پروائی اسکا سبب
ہے تو ان لوگون کو غور کرنا چاہئے کہ دنیا کے جلب منافع و دفع مضار کیلئے
اگرچہ وہ درجہ ضرورت مین نہون اور اگرچہ وہ موہوم بہی ہون کس قدر روپیہ
موقع پر بلکہ ہر روز خرچ ہی کیا کرتے ہین اور پہر وہ فانی تو کیا آخرت کے
اتنی بڑے ثواب کی تحصیل کیلئے کہ اُس سے زیادہ کوئی منفعت نہین اور
اتنے بڑے گناہ وعذاب سے بچنے کیلئے کہ اُس سے بڑہکر کوئی مضرت نہیں اور
پہر دونون یقینی اور ضروری الرعایت سو ایسے امور مین اگر سستی کیجاوے
تو کتنی بڑی نادانی ہے۔

اور اگر سبب اسکا بخل ہے تو فوری علاج اسکا تو ان ہی منافع ومضار کا
استحضار ہے جس کا ابہی بیان ہوا اور باقاعدہ علاج اسکا یہ ہے کہ مادہ بخل کا
استیصال کیا جاوے جسکی تدبیرین کتب فن (اخلاق) مین ملینگی بعضے لوگوں کو
اس سے بڑھکر ایک سبب اس ترک کا ہوگیا ہے کہ وہ اسکے عبادت ہونے مین
شبہ کرتے ہین بالخصوص حج کی قربانی کو تو بوجہ کثرت ذبائح اضاعت
مال ہی سمجھتے ہین انکی اصطلاح یہی ہے کہ وہ علماء محققین سے اپنی تسلی

مشغول نہ ہو جاتے جیسا کہ بعض کرتے ہیں مگر نہیں مجمل یہ ہے کہ عبادت کی حقیقت امتثال
امر الٰہی ہے جب امتثال معلوم ہو گیا تو ثابت ہے پھر عبادت ہو نہیں کیا تعلق رہا
یہ سوال کہ امر الٰہی کس حکمت سے ہوا تو ایسے سوالات کے جوابات میں اس
وقت تماشائی پنے سے کام لیا جاتا ہے مگر سچا جواب یہ ہے کہ یہ سوال ہم
سے پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہم بانی قانون نہیں جو قانون کی لم جاننے کے
مستحق ہوں ہم ناقل و حاکی قانون ہیں جب واضع قانون کے روبرو کھڑے کئے
جاویں گے اگر ہمت ہو تو پوچھ لینا پھر جو جواب ان کے نزدیک مصلحت ہوگا عنایت
کر دیں گے جیسا کہ تقریر مثال سے خود تقریر کے نکال سے دفعات قوانین کی علل
وکلاء یا مجسٹریٹ و جج سے پوچھنا سخت نادانی ہے اگر کوئی پوچھے بھی ان کو
یہ جواب دینے کا حق ہے کہ واضعان قانون سے پوچھو ہم اس کے بتانے کے ذمہ
دار نہیں تو علماء ایسے سوالوں کا یہ جواب کیوں نہیں دے سکتے اور جب دے
سکتے ہیں تو کیوں نہیں دیتے کیوں سائل کی بے محل فرمائش کا اتباع کرتے
ہیں یہ سمجھ کر اضاعت مال کے شبہ کا جواب ہے کہ اضاعت اس وقت ہوتی
ہے جب اس میں کوئی فائدہ نہ ہوتا اور جب فائدہ اس میں رضاء حق ہے جس کا مقابلہ
کوئی فائدہ نہیں کر سکتا تو اضاعت کیسے ہوئی۔

ایک کوتاہی یہ ہے کہ بعضے وسعت والے قربانی تو کرتے ہیں مگر بڑی
کوشش ان کی ہوتی ہے کہ کوئی جانور سستا مل جاوے گو اس میں کچھ عیب بھی ہو
مگر ایسا نہ ہو جو مانع جواز قربانی ہو اور وجہ اس کے دو ہیں ایک بخل جس کا علاج
اوپر گذر چکا اور دوسرے یہ خیال غیر واقعی کہ قیمت کے بڑھنے یا مال کے عمدہ ہونے سے
ثواب میں زیادتی نہ ہوگی بلکہ ایک حصہ میں جس قدر ثواب ملتا ہے وہ ملے گا
یا اگر زیادتی بھی ہوئی تو ہم زیادتی کو کیا کریں گے بس اتنا کافی ہے کہ برات

ذمہ حاصل ہو جائے اسکی اصلاح یہہ ہے کہ یہہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ جس قدر
مال عمدہ ہوگا یا قیمت زیادہ ہوگی ثواب زائد ہوتا جائیگا لن تنالوا البر حتی
تنفقوا مما تحبون۔ اور لا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باخذیہ الا
ان تغمضوا فیہ اور حدیث سمنوا ضحایاکم، اور حضرت عمر کا قصہ ہے کہ ایک
اونٹنی ذبح کی تہی جسکے تین سو دینار انکو ملتے تھے (اوردہ فی التفسیر المظہری) یہہ
سب دلائل واضحہ ہین اس دعوی کے اور یہہ خیال کہ ہم زیادتی کو کیا کرین گے
صرف برأت ذمہ کافی ہے اسکا محل وہان ہو سکتا ہے جہان صرف مواخذہ سے
بچنا ہو اور اس حاکم سے کوئی خاص تعلق نہ ہو نہ خاص تعلق پیدا کرنا مقصود ہو
کیا حق جل و علا شانہ کے تعلقات کے وجود یا مطلوبیت حصول کا کسی کو انکار
ہو سکتا ہے اگر نہین ہو سکتا تو اس خیال کی گنجایش کہان رہی۔

ایک کوتاہی یہہ ہے کہ بعض لوگ نادار ہین یا ذخیرہ سے زیادہ انکے ذمہ
حقوق العباد ہین جنکا ادا و ایفاء فرض و مقدم ہے مگر یہہ لوگ ان سب حقوق
کو نظر انداز اور پس پشت افگندہ کر کے محض فخر اور وضع قدیم نباہنے کے لئے
قربانی کی پابندی کرتے ہین اور پاس نہین ہوتا تو ادھار کرتے ہین بعض کو
دیکہا ہے کہ متعدد حصص مردون تک کے کرتے ہین اور زندون کے واجب
حقوق کو مردہ کرتے ہین حالانکہ یقینی بات ہے کہ دس روپیہ قرض ہین ادا
کرنا اس سے بہتر ہے کہ ان دس روپیہ کے حصے خریدے جاوین تو اضاعت
حقوق کا الزام الگ اور فساد نیت یعنی تفاخر و ترفع کا الگ۔ حضرات
سلف سے اس مباہات پر انکار منقول ہے اور اس انکار کی ساتھ انکا یہہ
قول بہی مروی ہے کہ ہم تو گھر بہر کی طرف سے صرف ایک بکری ذبح کرتے ہین
یعنی عدم وجوب کی صورت مین ایک نے اپنی طرف سے کرلی اور گھر بہر نے

کھا پی لیا کیونکہ ایک حصہ تو کئے کیطرف سے ہو ہی نہیں سکتا البتہ کوئی حق مانع نہ ہو اور تفاخر بھی نہ ہو تو تطوع کی مستحب اور دلیل محبت ہونیمین کوئی کلام نہین اسی طرح عام مردوں کی طرف سے یا اپنے بزرگان دینی کے طرف سے بالخصوص حضور پر نور کیطرف سے کرنا بھی احب المندوبات اور مقتضاء اُن حضرات کے حقوق کا ہے لیکن منفعت جب ہی مطلوب ہے جب اس مین کوئی مضرت نہ ہو۔

اور بعض کوتاہیاں مسائل فرعیہ فقہیہ کے نہ جاننے سے ہوتی ہین جیسے ایسے جانور کی قربانی کرنا جو رعایا سے گھاس چرائی کے عوض مین لیا گیا ہو یا جو جانور جسکو کسی کو پرورش کرنے کیلئے دیا گیا ہو اور وہ اس پرورش کنندہ کے حصہ مین لگا دیا گیا پھر اس سے کسی نے خریدا یا خریدنیکے وقت کھال کا استثنا کرلینا یا جانور خرید کر پھر اسکو کلاً یا بعضاً دوسرے کے ہاتھ بیچڈالنا یا اپنا حصہ کسی حصہ سے بدل لینا یا دوسرا اول خرید کر پھر پہلا بیچڈالنا کہ ان استبدال کی صورتون مین غنی اور فقیر کے احکام مین نہایت طویل تفصیل ہے یا اُن سب سے بڑھکر ایک ایسی صورتین جو ایک مقام مین سنی گئی کہ جانور ذبح کرنیکے بعد اسکا ایک حصہ ایک شخص کے نامزد کرکے اسکی قربانی کیلئے کافی سمجھا گیا یا مشترک گوشت محض تخمینہ سے تقسیم کرنا۔ یا گوشت کے تین حصص برابر کرنیکو واجب سمجھنا یا کھال فروخت کرکے کسی کی تنخواہ واجرت مین لگا دینا جیسا کہ بعض دیہات مین امام و موذن کو یہی کہکر رکھتے ہین کہ تمکو قربانی کی کھال بھی ملیگی یا اُن داموں سے مسجد کے بوریے وغیرہ خریدنا یا مسجد کی تعمیر مین لگا دینا یا اپنے خرچ مین لے آنا کیونکہ بعد بیع چرم قربانی کے اُسکی قیمت کا مصرف مثل زکوٰۃ کے ہوجاتا ہے یا کہین منی آرڈر کرکے بھیجنے کی صورت مین اسمین

سے فیس ادا کرنا وشل ذلک ۔ ان سب کی اصلاح مسائل فقہیہ کی تحقیق کرکے اوسکے موافق عمل کرنا ہے ۔

مسائل فقہیہ قربانی

قربانی کی حقیقت اور اقسام اور شرائط

اضحیہ اور قربانی کی حقیقت شرع مین یہہ ہے کہ حیوان مخصوص کو ایام مخصوصہ مین ذبح کرنے ثواب کی نیت سے جبکہ شرائط اور اسباب موجود ہون لہذا اگر کوئی شخص مطلق حیوان کو ذبح کرے یا حیوانات منصوصہ ہی کو ہے کہ ذبح کرے مگر عمر کی تقیید کا یا دن کی قید کا وغیرہ ذلک لحاظ نہ کرے تو قربانی ادا نہ ہوگی (قربانی کے اقسام) قربانی دو طرح کی ہوتی ہے واجب اور نفل
واجب کی چند صورتیں ہین ۔

(۱) غنی و فقیر دونون پر واجب ہو جیسے کسی غنی یا فقیر نے قربانی کی نذر (دان منت) مانی ہو خواہ نذر مطلق ہو یا مقید یعنی یہہ کہا ہو کہ خدا کے لئے مین فلان دن ایک بکری ذبح کرون گا یا یہہ کہ بکری ذبح کرون گا

(۲) فقیر پر واجب غنی پر واجب نہ ہو مثلاً کسی فقیر نے (جس پر قربانی واجب نہین) کوئی جانور بہ نیت قربانی خریدا تو اسپر بہ نیت قربانی خریدنے سے اس جانور کے قربانی کرنا واجب ہے اور اگر غنی نے اس نیت سے خریدا تو اسپر اس جانور کی قربانی کرنا واجب نہین البتہ اگر خریدنیکے علاوہ بطور ہبہ یا وراثت کے اسکی ملک مین جانور آیا اور اسنے اس جانور کے قربانی کی نیت کر لی یا خریدنے کے وقت قربانی کی نیت نہ تھی اور بعد خریداری کے قصد قربانی کا ہوگیا تو

اس صورت مین غنی اور فقیر دونون برابر ہین کہ اسی جانور کا ذبح اور قربانی ضروری نہین۔ (عالمگیری)

(۳) غنی پر واجب اور فقیر پر واجب نہ ہو تو بلامنت ماننے اور خریدنے کے نعمت حیاۃ کے شکریہ مین اور حضرت ابراہیم کے طریقہ کے باقی رکھنے کے لئے ایام نحر مین جو واجب ہوتی ہے وہ غنی پر واجب ہے فقیر پر واجب نہین

نفل قربانی۔ مسافر کی قربانی اور اس فقیر کی جس نے نذر مان کے یا خرید کے اپنے ذمہ واجب نہ کی ہو

شرائط وجوب قربانی۔ قربانی کے وجوب کی چار شرطین ہین غنی اسلام۔ آزاد ہونا۔ مقیم ہونا۔ غنی۔ جو شخص ضروراتِ اصلیہ سے علاوہ بقدر نصابِ مال کا مالک ہو خواہ نقد ہو یا قبیل اسباب سے ہو اور اگر جائداد صحرائی ہو تو مشائخین فقہا کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ اس زمین کی قیمت کا اندازہ کیا جاوے گا اگر وہ قیمت قدر نصاب یا اس سے زائد ہو تو قربانی واجب ہوگی ورنہ نہین اور بعضے کہتے ہین کہ آمدنی کا اعتبار ہوگا اگر آمدنی سال بھر کے گذران کے بقدر ہو تو قربانی واجب ہوگی ورنہ نہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر آمدنی سے ایک ماہ کے خورد نوش کا گذران ہو کر بقدر نصاب بچ جاوے تو قربانی واجب ہوگی ورنہ نہین (عالمگیری)

اور یہہ شرط بھی نہین ہے کہ غنی کا تحقق کل ایام نحر مین ہو حتی کہ اگر اول وقت مین فقیر ہو اور آخر وقت مین غنی ہو جاوے تو اوسپر قربانی واجب ہے۔

عہ ضرورت اصلیہ وہ ضرورت ہے جو جان یا آبروسے متعلق ہو یعنے اسکے پورا نہ ہونے سے جان کے یا آبرو کے جانے کا خوف ہو مثلاً کھانا اچھا کپڑے رہنے کا مکان پیشہ ور کو اس کے پیشہ کے اوزار ۱۲

عہ مال کی وہ خاص خاص مقداریں جن پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی مثلاً چاندی کا نصاب ... درم ہے جس کے چھتیس تولہ ساڑھے پانچ ماشہ ہوتے ہیں اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہے جسکے پانچ تولہ ڈھائی ماشہ ہوتے ہیں وغیرہ ذلک ۱۲ منہ

اگر کسی غنی نے ایک بکری قربانی کیلئے خریدی پھر وہ ضائع ہوگئی اور وہ شخص غریب ہوگیا پھر ایام نحر آگئے تو اوسپر اور بکری خرید کر قربانی کرنی واجب نہیں اور اگر وہی بکری ضائع شدہ پھر مل گئی تب بھی اسکی قربانی واجب نہیں اسوجہ سے کہ جس وقت خریدی تھی اسوقت غنی تھا تو نفس خریداری سے قربانی کرنا واجب نہین ہوئی اور ایام نحر مین وہ غریب ہوگیا اسلئے نہ وہ خرید کر ذبح کرنی واجب ہے اور نہ غربت کی وجہ سے قربانی واجب ہے (عالمگیری)

اور اگر ضایع ہونیکے بعد دوسری خرید لی اور ذبح کردی اور دوسری خریدنے تک وہ امیر تھا پھر وہ غریب ہوگیا اور وہ پہلی بکری ضائع شدہ مل گئی تو اسکی قربانی کرنی واجب نہین، اگر کسی باورچی کے پاس گیہون ہون کہ قیمت اسکے چھتیس تولہ ساڑے پانچ ماشہ چاندی ہوتی ہے وہ یا اس سے زائد اور وہ ان گیہون سے آٹا پیوا کر تجارت کرتا ہے یا کسی دھوبی کے پاس اس قیمت کا صابون موجود ہے تو انکے ذمہ قربانی واجب ہے۔

اگر کسی کے پاس قرآن شریف ہو کہ اسکی قیمت بقدر نصاب ہو تو اگر وہ قرآن پڑھا ہوا ہو تو اسپر قربانی واجب نہین خواہ وہ قرآن کی تلاوت کرتا ہو یا سستی کرتا ہو اور اگر وہ قرآن پڑھا ہوا نہین ہے تو اسپر قربانی کرنی واجب ہے اور اگر اسکے کوئی چھوٹا بچہ ہے اُسکے پڑھنے کی نیت سے وہ قران رکھا ہے تب بھی قربانی واجب ہے اور تفسیر حدیث کی کتابون کا بھی یہی حکم ہے اور بعض علماء کہتے ہین کہ طب اور نجوم اور ادب کی کتابون کی قیمت قدر نصاب کو پہونچ جاوے تو اُسپر قربانی ہر حال مین واجب ہے (عالمگیری)

اسلام کافر کی ذمہ قربانی واجب نہین اور یہ شرط نہین کہ اسلام کا تمام اوقات مین تحقق ہو حتی کہ اگر اول یوم نحر مین کافر تھا۔

اور آخر نحر (بارہوین) کو مسلمان ہو گیا تو قربانی واجب ہے۔

آزاد ہونا۔ غلام پر اور نہ اسکی طرف سے مولی پر قربانی کرنا واجب ہے البتہ مولی کیلئے مستحب ہے کہ غلام کی طرف سے بھی قربانی کرے اور مثل سابق کے یہان بھی یہ حکم ہے کہ اگر نحر کے آخر وقت آزاد ہو جاوے اور مالک ہو نصاب کا تو اسپر قربانی واجب ہے

اقامت مسافر پر قربانی واجب نہین اور یہہ شرط بھی نہین کہ تین دن قربانی کے مقیم رہے بلکہ اگر پہلے روز سفر مین ہو پہر اقامت کی نیت کرلے یا مقیم ہو پہلے روز اور پہر سفر کرلے تو ان دونون صورتون مین قربانی واجب ہے۔

اور اگر جانور خریدنے کے بعد پہر سفر مین چلا گیا اور تینون دن نحر کی سفر مین گذر گئے تو اگر غریب ہو تو قربانی کرنی ضروری ہے اور اگر امیر ہو تو یہہ اختیار ہے کہ قربانی کرائے یا فروخت کردے۔

باپ کے ذمہ اپنی چھوٹی اولاد کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہین البتہ مستحب ہے برخلاف صدقہ فطر کے ہان اگر اولاد صغیر مالدار ہو تو اس صورت مین اسکے مال سے قربانی کرنا واجب ہے غرض قربانی کے وجوب کے لئے عقل و بلوغ شرط نہین اور مجنون کا وہی حکم ہے جو بچہ کا کہ اگر وہ مالدار ہے تو اسکی ولی کے ذمہ اسکی باپ پر طرف سے قربانی کرنا واجب ہے ورنہ نہین اور اگر جنون ایسا ہو کہ کسی وقت ہوش آجاتا ہو اور کسی وقت جنون کا غلبہ ہو جاتا ہو تو وہ مثل تندرست کے ہے۔

کیفیت وجوب قربانی

(۱) ایام نحر مین قربانی کرنا واجب ہے خواہ کسی وقت قربانی کرے ذمہ سے واجب اتر جائے گا خواہ دسوین کو یا گیارہوین بارہوین کو اگر کوئی شخص غریب ہو کہ

اوسکے ذمہ قربانی واجب نہین تھی مگر اُسنے قربانی کی نیت سے ایک بکری خرید کے ذبح کرلے پھر وہ ایام نحر مین بقدر نصاب مال کا مالک ہوگیا تو اسکو صحیح مذہب مین دوبارہ قربانی کرنی ہوگی۔

اور اگر ایام نحر مین غنی تھا مگر قربانی نہین کی پھر فقیر ہوگیا تو اسکو بقدر حصہ قربانی کے صدقہ کرنا واجب ہے جب مال میسر ہو اور اگر کوئی غنی ایام نحر مین قربانی کرنیسے پیشتر مرگیا تو اسکے ذمہ سے قربانی ساقط ہوگئی۔

(۲) قربانی کے ایام مین کوئی شئی قربانی کے قائم مقام نہین ہوسکتی حتی کہ اگر بکری یا اسکی قیمت صدقہ کردی تو قربانی کا عوض نہیں ہوسکتا اور نہ قربانی ادا ہوی بلکہ اسکے ذمہ قربانی کرنا واجب ہے۔

(۳) قربانی مین نیابت چلسکتی ہے لہذا اپنی طرف سے اور کسی غیر کی طرف سے قربانی کرنا اسکی اجازت سے جائز ہے۔

(۴) قربانی کا اگر وقت نکل جاوے تو اسکی قضا آتی ہے پھر قضا مین کبھی تو بکری کی قیمت کا بنیت قربانی سے صدقہ کرنا پڑتا ہے اور کبھی عین بکری کا صدقہ کرنا پڑتا ہے پس اگر معین بکری کا ذبح کرنا اپنے ذمہ واجب کیا اور ایام نحر نکل گئے تو اسکے ذمہ ضروری ہے کہ اُسے بکری کا صدقہ کرے خواہ امیر ہو یا غریب اور اگر اس بکری کو فروخت کردیا تو اسکی قیمت خیرات کردے اور اگر ذبح کرکے گوشت خیرات کردیا تو یہ دیکھنا چاہیے کہ زندہ بکری سے گوشت کی قیمت کسقدر کم ہوئی جس قدر قیمت کم ہوگی اسقدر قیمت کا خیرات کرنا بھی ضروری ہوگا اور اگر بعد ذبح کے گوشت خود وہی کھا گیا تو نکل کا تاوان دینا ضروری ہے اگر بکری ذبح کرنے کیلئے خریدی مگر ذبح کا موقع نہوا اور ایام نحر نکل گئے تو اس بکری کا صدقہ کردے یا اسکی قیمت خیرات کردے۔

اوقاتِ قربانی

مسئلہ قربانی کیلئے تین دن ہین دسوین گیارہوین بارہوین مگر دسوین تاریخ کو قربانی کرنا افضل[عہ] ہے اور کم از کم مرتبہ مین یہہ ہے کہ بارہوین کو کرلے طلوع فجر دسوین سے لیکر بارہوین تاریخ کے غروب تک قربانی کا وقت ہے دن کو قربانی کر یا رات کو مگر رات کو اس وجہ سے کہ احتمال غلطی کا ہے مکروہ تنزیہی ہے ۔

مسئلہ اگر بقرعید کے دن دسوین یا گیارہوین ہونے مین شک ہو تو مستحب یہ ہے کہ قربانی کی بارہوین تاریخ تک تاخیر نہ کی جاوے اگر تاخیر ہو جاوے تو مستحب یہہ ہے کہ اسکے گوشت کو نہ کھاوے بلکہ کل کو صدقہ کردے اسلئے کہ اگر وہ تاریخ بارہوین نہین بلکہ تیرہوین ہے تو بجز اس شکل کے کہ جملہ مذبوح خیرات ہو وجوب قربانی ذمہ سے ساقط نہین ہو سکتا برخلاف ایام نحر کے کہ اسمین نفس اراقۃ دم سے وجوب قربانی ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے ۔

مسئلہ اور مستحب وقت دیہاتی کیلئے بعد طلوع شمس کے ہے اور شہری کیلئے یہ شرط ہے کہ قبل نماز عید قربانی نہ کرے لہذا اگر کسی شہری نے ایسے وقت ذبح کر ڈالی کہ امام نماز پڑھ رہا تھا خواہ وہ نماز کے کسی رکن مین تھا گو التحیات کی مقدار بھی پڑھ چکا تھا تب بھی امام صاحب کے نزدیک قربانی درست نہ ہوی البتہ اگر امام ایک سلام پھیر چکا تھا اسوقت ذبح کی تو قربانی درست ہو گئی ۔

مسئلہ اگر کسی امام نے نماز پڑھی مگر کسی وجہ سے خطبہ نہین پڑہا بلکہ ترک کردیا تو بعد نماز کی قربانی درست ہے ۔

مسئلہ امام نے نماز پڑھی اسکے بعد سب آدمیون نے قربانی کرلی پھر معلوم ہوا کہ

[عہ] پھر گیارہوین پھر بارہوین ۱۲ شامی نقلا عن القہستانی ۔ کما فی الدر المختار ۔ کہ غلطی کا احتمال کراہۃ تحریمی کا سبب نہین ہو سکتا اسلئے مکروہ تنزیہی ہے ۱۲

نماز بلا وضو پڑہی گئی تو قربانی جائز ہے اور بے وضو ہونا اگر پہلے منتشر ہونے آدمیون کے یاد آیا تو اسکا اعادہ کیا جاوے ورنہ نہین

مسئلہ یوم النحر کو کسی عذر سے یا بلا عذر نماز نہین پڑہی گئی تو زوال آفتاب سے پیشتر قربانی جائز نہین البتہ گیارہوین کو قبل نماز عید قربانی جائز ہے۔

مسئلہ اگر کسی شہر مین عید الضحیٰ کے دن فتنہ برپا ہوا اور اسوقت کوئی مستحق اور اہل امامت نہ ہو تو بعد نماز صبح کے قربانی کرنی درست ہے اسواسطے کہ یہ شہر حکم مین قریہ کے ہوگیا۔

مسئلہ اگر کسی نے نوین تاریخ کو یہہ خیال کرتے ہوئے کہ آج نوین ہے قربانی کرلی اور پہر محقق ہوا کہ نوین نہ تہی بلکہ دسوین تہی یا دسوین کو بخیال دسوین نماز سے پیشتر قربانی کرلی اور بعد مین اس روز کا گیارہوین ہونا محقق ہوا تو دونون صورتون مین قربانی درست ہوگئی۔

مسئلہ اگر عیدگاہ کے سوا ضعفاء کی وجہ سے شہر کی مسجد مین بہی عید کی نماز ہوتی ہو تو اگر مسجد مین نماز پیشتر ہوچکی ہو اور ابہی تک عیدگاہ مین نہ ہوئی ہو یا عیدگاہ مین ہوچکی ہو اور مسجد مین نہ ہوئی ہو ایسی صورت مین کوئی شخص قربانی کرلے تو اکثر علماء کے نزدیک یہہ قربانی درست ہے لیکن بعض ائمہ کے نزدیک یہہ شرط ہے کہ جو شخص نماز پڑہ چکا ہو اسکی قربانی درست ہے ورنہ نہین اور بعض کے نزدیک جس سمت مین وہ مسجد واقع ہو اس سمت کے باشندگان کی قربانی درست ہوگی ورنہ نہین۔

مسئلہ امام نے نوین تاریخ کو بقرعید کی نماز پڑہائی اور لوگون نے قربانی کرلی بعد مین ظاہر ہوا کہ یہہ نوین تاریخ تہی دسوین نہ تہی تو اس مسئلہ کی دو صورتین ہین۔

(اول) بقرعید کا چاند شہادت سے ثابت ہوا ہو تو قربانی اور نماز دونوں جائز ہین۔

(دوم) بقرعید کا چاند شہادت شرعیہ سے نہ ثابت ہوا ہو تو قربانی اور نماز دونون جائز نہین۔

اور اس صورت مین جبکہ قربانی اور نماز دونون کافی نہ ہوی تو اس صورت مین اگر اگلی دن قربانی کی جاوے تو اسکی بہی دو صورتین ہین (۱) امام نے اگلے دن نماز بہی پڑہی اور لوگون نے پہر قربانی کی تو اس صورت مین قربانی جائز نہین (۲) اگلے دن صرف قربانی دوبارہ کی اور نماز کا اعادہ نہین کیا تو اگر قربانی قبل زوال کی اور یہہ امید ہے کہ نماز ہوگی تو یہہ قربانی درست نہین اور اگر نماز ہونے کی امید بہی نہین یا قربانی بعد زوال کی تو یہہ قربانی درست ہے (عالمگیری)

مسئلہ اگر نوین تاریخ کو شہادت شرعیہ سے بقرعید کا دن ہونا ثابت ہوا تو اگر یہہ شہادت قبل زوال پہونچی ہو تو قربانی بعد زوال کے کرنی چاہیے قبل زوال اگر قربانی کی تو وہ کافی نہ ہوگی۔

مسئلہ ایک دیہاتی آدمی نماز پڑہنے شہر مین آیا اور اپنے اہل وعیال کو گہر آیا کہ اسکی طرف سے قربانی کردین تو یہہ قربانی طلوع فجر کے بعد سے جائز ہوگی خواہ اسکی فراغت نماز سے قبل ہو یا بعد

مسئلہ اگر ذبیحہ کو کسی گاؤن مین بہیجدیا تاکہ سویرے ذبح ہوکر آجاوے اگر وہ گاؤن سفر شرعی پر ہے تو قربانی قبل نماز عید کے جائز ہے ورنہ نہین

قربانی کے جانور کی شرائط اور اوصاف

مسئلہ قربانی بکری، اونٹ گائین کی ہوسکتی ہے خواہ گائی ہو یا بیل یعنے

ان تینون جنسون مین نر اور مادہ دونون کی قربانی ہوسکتی ہے اور بہیڑ بکری مین داخل ہے اور بہینس گائی مین داخل ہے۔ اسلئے ان کی قربانی بہی درست ہے۔

مسئلہ اگر بکری یا گائین یا اونٹ جنگلی ہون (کسی آدمی کے پالے ہوئے نہ ہون) تو انکی قربانی درست نہین اور اگر نر جنگلی ہو اور مادہ پلی ہوئی ہو تو اسکی نسل کی قربانی جائز ہے اور اگر مادہ جنگلی ہو خواہ نر جنگلی ہو یا نہ ہو تو اسکی نسل کی قربانی جائز نہین ؛

مسئلہ اگر ہرن نے بکری سے جفتی کی اگر بکری پیدا ہوئی تو قربانی درست ہے اور اگر ہرن پیدا ہوئی تو قربانی درست نہین۔

مسئلہ اونٹ کی قربانی کے لیئے یہ شرط ہے کہ پانچ سالہ ہو اس سے کم نہ ہو اور گائے بہینس دوسالہ اور بکری اور بہیڑ یکسالہ اس سے کم کی قربانی درست نہین البتہ دنبہ یا بہیڑ اگرچہ چہہ مہینہ کا اسقدر موٹا ہو کہ سال بہر والون مین اگر کھڑا کیا جاوے تو امتیاز نہ ہوسکے تو اس چہ ماہہ کی بہی قربانی درست ہے ورنہ نہین۔

مسئلہ بکری اور بہیڑ کی قربانی ایک آدمی کی طرف سے ہوسکتی ہے اگرچہ بہت جسیم ہو کہ دو بکریون کی برابر ہو اور اونٹ اور گائے کی قربانی سات کی طرف سے ہوسکتی ہے اس سے زیادہ کی طرف سے نہین ہوسکتی البتہ اس سے کم کی طرف سے جائز ہے۔

مسئلہ یہہ جانور اگر عیوب فاحش سے سالم ہون تو قربانی درست ہے ورنہ نہین اسی لئے اس گائی یا بکری کی قربانی درست ہے جسکے خلقتاً سینگ نہ ہون یا خلقتاً سینگ ہون مگر کچہ حصہ ٹوٹ گیا ہو تو قربانی درست ہی بشرطیکہ

مغز تک نہ ٹوٹا ہو ورنہ قربانی درست نہیں ۔ اور خصی یا جسکو کھانسی ہو یا زیادتی عمر سے بچہ پیدا ہونا بند ہو گیا ہو یا بلا کسی بیماری کے دودہ نہ اُترتا ہو یا جنون ایسا ہو گیا ہو کہ چرنے سے مانع نہ ہو یا خارش ہو گئی مگر خارش کی وجہ سے غایت درجہ دبلاپن نہ ہوا ہو یا لنگڑاپن اسقدر ہو کہ اس پانون کو رکھکر چلتی ہو یا تہوڑا سا حصہ دم یا کان کا کٹا ہوا ہو یا کسی قدر بینائی جاتی رہی ہو تو ان عیوب کے مقدار مذکورعه موجود ہوتے ہوئے قربانی درست ہے اسلئے کہ یہہ عیوب فاحش نہین جو قربانی کو مانع ہون ۔

مسئلہ عیوب مندرجۂ ذیل اگر اجناس و انواع مذکورہ مین موجود ہون تو قربانی درست نہین البتہ اگر کوئی غریب ہو کہ اسکی ذمہ قربانی واجب نہ ہو وہ اگر ان عیوب دار جانورون کی قربانی کرے خواہ یہہ عیوب خریدنے کے وقت موجود ہون یا بعد مین پیدا ہوئے تو درست ہے مگر اگر غریب نے نذر کی ہو تو اسکے لئے بہی جائز نہین اور غنی کو ایسے جانورون کی قربانی خواہ یہہ عیوب پہلے سے اسمین موجود ہون یا بعد مین حادث ہوئے ہون درست نہین ہے ۔

تفصیل عیوب مانع قربانی

(۱) وہ بکری جو باولی ہو کر چراگاہ مین گھومنے لگے اور چرنا چھوڑ دے ۔ او بکریون کی معیت ترک کردے (شامی)

(۲) وہ بکری جو خارش کی وجہ سے اسقدر دبلی ہو گئی ہو کہ اسکی ہڈیون مین مغز بہی نہ رہا ہو اگر مغز اور چربی کسیقدر باقی ہو تو امام محمدؒ صاحب کے نزدیک جائز ہے ۔

عه قلیل اور کثیر کے فرق میں امام صاحب کے چار روایتیں منقول ہیں اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ ثلث یا ثلث سے کم ہو تو قلیل ہے ورنہ کثیر ہے ۔ ردالمحتار

(۳) اندھا ہونا بھینگا ہونا اسقدر دبلا ہونا کہ ہڈیوں میں مغز نہ رہے لنگڑا پن اتنا ہونا کہ چل نہ سکے یا ایسی بیمار ہونا کہ مرض بالکل ظاہر ہو۔ یا تہائی سے زائد حصہ کان کا یا دم کا کٹا ہوا ہو یا آنکھ کی تہائیعہ سے زائد روشنی جاتی رہی ہو یا تہائی سے زائد دنبہ کی چکتی جاتی رہی ہو

(۴) وہ جانور جسکے اکثر دانت ٹوٹ گئے ہوں (۵) جسکے خلقتاً کان ہی نہ موجود ہوں لیکن اگر موجود ہوں مگر چھوٹی چھوٹی ہوں تو جائز ہے (۶) جسکے تھنوں کے سرے کٹے ہوئے ہوں (۷) جسکے تھن مرگئے ہوں یا خشک ہوگئے ہوں کسی مرض کیوجہ سے (۸) یا بکری کا ایک تھن اور گائی اور اونٹ کے دو تھن مرگئے ہوں ہاتھ یا پاؤں کٹے ہوئے ہوں (۹) نہ وہ جو نجاست کے سوا اور کوئی چارہ نہ کھاتا ہو اگر ایسا اونٹ ہو تو اسکو چالیس دن اور گائے کو بیس دن اور بکری کو دس دن روکی رکھنا کہ نجاست نہ کھاوے پھر قربانی کرنا جائز ہے (۱۰) زبان کا اسقدر کٹا ہوا ہونا کہ چرنے اور کھانے سے مانع ہو۔

غرض یہہ ہے کہ وہ عیوب جو بالکل منفعت کو باطل کردیں یا بالکل جمال کو باطل کردیں ان عیوب کے ہوتے ہوئے قربانی درست نہیں ورنہ درست ہے اور اگر کوئی عیب ذبح کرنے کے وقت تڑپنے سے پیدا ہوجاوے مثلاً پاؤں ٹوٹ جاوے یا آنکھ پھوٹ جاوے وغیرہ ذلک تو اسکی قربانی درست ہے۔

مستحبات قربانی

قربانی کے جانور کا موٹا اور خوبصورت ہونا مستحب ہے اور افضل یہہ ہے کہ

عہ تہائی روشنی کی پہچان کا طریقہ یہہ ہے کہ جانور کو ایکدن کھلائے کو ذرا کم رکھے اور معیوب آنکھ کو باندھے پھر دور سے اسکو گھاس دکھاوے جتنی دور سے اسکو نظر آوے اسکو ذہن میں محفوظ رکھے پھر صحیح آنکھ کو باندھ کر مطابق سابق کے گھاس دکھاوے جسقدر دوری سے نظر آوے اسکو پہلی مرتبہ سے اندازہ کرے کہ کیا نسبت ہے ۱۲ منہ شاذ

مینڈھے اعلم اقرن کی قربانی کی جاوے اور چھری تیز ہو اور ذبح کے بعد ٹھنڈے ہونے تک کھال نہ اتارے بلکہ منتظر سکون کا رہے اور قبل ٹھنڈا ہونیکے کھال اتارنا مکروہ ہے اور اگر ذبح کرنا جانتا ہو تو اپنے ہاتھ سے قربانی کرے ورنہ دوسرے سے ذبح کرالے مگر وقت ذبح کے خود وہان موجود رہے اور ذبح کے وقت یہ دعا پڑھے ۔ انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اللھم تقبل منی ومن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کما تقبلت من خلیلک ابراھیم وحبیبک محمد علیھما السلام بسم اللہ اللہ اکبر (پہلے الفاظ ابوداؤد و ابن ماجہ حاکم کے ہین آخر کے مسلم ابوداؤد کے)

اور قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کیلئے جب لیچلے تو سختی نہ کرے اور ذبح کے بعد اسکی رسی وغیرہ سب خیرات کردے اور قربانی کے جانور کا دودھ بھی نہ نکالے اگر کسی شخص نے قبل ذبح کرنے کے دودھ نکال لیا یا بھیڑ کی اون کترلی تو خیرات کردینا چاہئے خود استعمال جائز نہین البتہ بعد ذبح کے اون اتار کر یا دودھ نکالکر انتفاع جائز ہے اور اگر جانور کے تھنون مین دودھ موجود ہی نہ نکالنے سے تکلیف کا اندیشہ ہے تو اگر ٹھنڈا پانی تھنون پر چھڑکنا کفایت کرے تو ٹھنڈا پانی چھڑک دے ورنہ دودھ نکالکر خیرات کردے یہی حکم گوبر وغیرہ کے انتفاع کا ہے اور اپنی قربانی سے خود کھانا اور اورون کو کھلانا مستحب ہے اور بہتر یہہ ہے کہ تہائی تو خیرات کردے اور تہائی دوستون اور قرابتدارون کو کھلادے خواہ امیر ہون یا غریب اور تہائی اپنے لئے رکھے مگر بہتر یہ ہے کہ اگر عیالدار اور تنگدست نہ ہو تو تین دن سے زائد نہ رکھے اور اگر عیالدار اور تنگدست ہو تو سب کا خود رکھنا بہتر ہے اور تین دن سے زائد رکھنے مین بھی مضائقہ نہین ۔

اور اگر تمام گوشت خیرات کردیا یا سب خود رکھ لیا تو جائز ہے اور یہہ

بھی جائز ہے کہ مسلمان کو دے یا کافر کو البتہ نذر اور منت کی صورت مین نہ تو خود کھانا جائز ہے خواہ غنی ہو یا فقیر اور نہ کسی غنی کو دینا اور کھلانا جائز ہے۔

احکام متعلق کھال و گوشت وغیرہ

(۱) قربانی کے جانور کی کھال کو یا خیرات کرد ے اور یا اسمین کچھ بنوا لے ڈول وغیرہ یا اس کھال سے ایسی چیز بدل لے جو باقی رہ سکے جیسے ڈول وغیرہ اور ایسی چیز نہ بدلے جو مستہلک (غیر باقی) ہو جیسے روپیہ پیسہ سرکہ وغیرہ۔

اگر مستہلک چیز بدل لی تو اسکا خیرات کرنا ضروری ہے یعنی امام صاحب اور امام محمد صاحب کے نزدیک وہ بیع تو صحیح ہے مگر اسکی قیمت کا خیرات کرنا ضروری ہے اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ بیع ماکول کی ماکول کے ساتھہ اور غیر ماکول کی غیر ماکول کیساتھ جائز ہی اور ماکول کی غیر ماکول کی ساتھ یا غیر ماکول کی ماکول کیساتھ جائز نہین اسی بنا پر اگر گوشت کی بیع (مبادلہ) گوشت سی یا گیہون وغیرہ سے ہو تو جائز ہی اسلئے کہ بیع ماکول ماکول کے ساتھہ ہے اور اگر گوشت سے ڈول وغیرہ خریدا تو جائز نہین کیونکہ ماکول کی بیع غیر ماکول کی ساتھ ہوی اور اگر کھال سے ڈول وغیرہ بنوا لے تب بھی جائز ہے کیونکہ یہ بیع غیر ماکول کی غیر ماکول سے ہوئے

(۲) قربانی کے جانور کی چربی یا سر پائے یا اون یا بال یا دودہ جو ذبح کے بعد نکالا ہوا ہو ایسی شئ سے فروخت جو مستہلک ہو کہ اس شے سے بلا اس شی کے تلف کئے ہوئے انتفاع ممکن نہو بیع جائز نہین اور اگر کسی نے فروخت کر دیا تو بیع تو نافذ ہو گئی مگر قیمت کا مستحقین زکوٰۃ پر خیرات کرنا واجب ہے

(۳) قربانی کے گوشت یا کھال یا انکی قیمت کا قصائی کی اجرت مین دینا جائز نہین اسی طرح مؤذن کو خدمت مسجد کی اجرت مین دینا جائز نہین البتہ اگر

کسی مسجد مین یہہ دستور بھی نہ ہوا اور صاف کہدیا گیا ہو کہ یہان کھال وغیرہ نہ ملیگی پھر کوئی موذن اگر غریب ہو تو قیمت یا کھال اور غنی ہو تو صرف کھال دے تو جائز ہے اور دستور باندہ کر موذن ہی کو دینا یا موذن کا حق ضروری سمجھنا یا اسی طرح سقے وغیرہ کو سرے پائے کا اپنا حق سمجھنا اور اس حق مین انکو دینا جائز نہین ۔

قربانی ازغیر

(۱) کسی شخص نے اپنے جانور کو کسی دوسری کے طرف سے ذبح کیا خود با اجازت یا بلا اجازت تو یہہ قربانی اسکی طرف سے اسوجہ سے جائز نہیں ہوئی کہ اسکی ملک نہین اور ملک کیلئے قبضہ ضروری ہے خواہ وہ بذات خود کرے یا اسکی طرف سے اسکا نائب کرے (عالمگیری)

(۲) اگر کسی شخص نے قربانی کے واسطے جانور خریدا اور بلا اسکی صریح اطلاع کے کسی شخص نے بقرعید کے دن اس کی طرف سے ذبح کردیا تو یہ اضحیہ صحیح ہوگیا اور ذابح پر استحساناً ضمان نہین (عالمگیری)

(۳) متعدد جانور قربانی کے ایک جگہ بندہے ہوے تھے غلطی سے ایک شخص نے دوسرے کے جانور کو ذبح کرلیا تو دونون کی قربانی صحیح ہوگئی اور ہر ایک شخص اپنے جانور کی کھال اور گوشت دوسرے سے لیلے تو اگر کھا چکے بعد معلوم ہوا کہ یہہ جانور میرا نہ تھا تو بھی قربانی صحیح ہوگئی مگر ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ دوسرے کے لیئے گوشت کا کھانا حلال کردے اور اگر بخل کیا اور ہر ایک نے دوسرے کے لیئے حلال نہین کیا تو اسکی دو صورتین ہین (صورت اول) ایام نحر گذر چکے تو ہر ایک شخص دوسرے کو اسکے جانور کی قیمت ادا کرے اور اس قیمت کو ہر ایک شخص خیرات کردے (عالمگیری)

(صورت ثانی) ایام نحر باقی ہین تب بھی ہر ایک شخص دوسرے کو اسکے جانور کی قیمت ادا کردے اور ہر ایک شخص اس قیمت سے جانور خرید کر ذبح کرے۔

(۴) چار آدمیون نے چار جانور خرید کر ایک مکان مین باندھ دئیے پھر انمین سے ایک مر گیا اور یہہ پتہ نہ چلا کہ کس کا جانور مرا تو اس صورت مین بقیہ تین جانورون کو فروخت کرکے اسکی قیمت سے چار جانور خرید لئے جاوین ان چارون مین سے ہر ایک کا ایک ایک ہوگا۔

(۵) کسی نے قصاب کو بلایا کہ یہہ اضحیہ اسکی طرف سے ذبح کرے اسنے بجائے اسکی طرف کے اپنی طرف سے ذبح کرلیا تو اس صورت مین قربانی مالک ہی کی طرف سے ہوگی۔ یہی حکم جملہ ان صورتون مین ہے کہ کسی نے اپنی طرف سے کسی کو نائب کردیا ہو، مگر نائب نے اپنی طرف سے ذبح کرلیا ہو۔

(۶) کسی شخص نے کسی کا جانور غصب (چھین) کر قربانی کی تو اسکی چند صورتین ہین (۱) جس کا جانور چھین کے اپنے طرف سے قربانی کی ہے اگر اسکو ضمان جانورون کو ادا کردیا تو قربانی صحیح ہوگئی۔

(۲) اور اگر قیمت ادا نہین کی تو قربانی صحیح نہین ہوئی اب مالک جانور کو اختیار ہے خواہ مذبوحہ جانور لیلے اور جس قدر ذبح سے قیمت مین کمی ہوگئی اس قدر قیمت لیلے اور مذبوحہ نہ لے۔

(۳) جس صورت مین جانور کی قیمت لے گا اس صورت مین بعد ادائیگی قیمت کے استحساناً قربانی صحیح ہوجاوے گی۔

(۷) کسی نے جانور خرید کر قربانی کرلی بعد کو معلوم ہوا کہ جس سے یہہ جانور خرید اگیا یہہ اسکی ملک نہ تھا بلکہ کسی دوسرے شخص کا غصب کرکے

فروخت کر دیا ہے ۔ ایسی صورت مین اگر مالک اصلی بیع کو منظور کر لے گا۔ تو قربانی صحیح ہو جاوے گی ورنہ نہین ۔ اور درصورت منظوری بیع کے قیمت کا مطالبہ غاصب سے کریگا ۔

(۸) اگر سات آدمیون نے قربانی کے لئے گائی خریدی اور ذبح کرنے سے پہلے ایک ان مین سے مرگیا ، اگر میت کے ورثہ بالغ ہون اور انہون نے اجازت دیدی کہ اس گائے کو میت کے طرف سے اوراپنی طرف ذبح کرلو تو قربانی سب کی جائز ہو جائے گی اور اگر بقیہ شرکاء نے بغیر ورثہ کے اجازت کے اوسکو ذبح کیا تو قربانی کس کی جائز نہوگی

(۹) اگر غلطی سے دو شخصون مین سے ہر ایک نے دوسری کے قربانی کو ذبح کیا تو دونون کی قربانی صحیح ہوگئی اور کسی پر ضمان دینا لازم نہین اور گوشت کہانے سے پہلے ہر ایک اپنے مذبوح کو دوسرے کے حوالے کردے اور کہانے کے بعد ہر ایک دوسرے سے حلال کرالے ۔

قربانی کی جانور مین شرکت کی مسائل

(۱) بکری بہیڑ کی اگرچہ کتنی ہی موٹی کیون نہو ایک ہی آدمی کی طرف سے قربانی ہوسکتی ہے اور اونٹ گائے وغیرہ کی سات کی طرف ہوسکتی ہے یعنے اس سے زیادہ کی طرف سے نہین ہوسکتی ، کم مین کسی قسم کا نقصان نہین

(۲) اونٹ گائے وغیرہ مین کسی کے شریک کرنے کے لئے یہہ شرط ہے کہ سب کی نیت قربت کی ہو خواہ وہ قربت واجبہ ہو یا نافلہ یا بعض پر واجب اور بعض پر نفل جہات قربت متحد ہون یا مختلف لیکن اگر ایک شریک بہی ایسا ہے جسکی نیت قربت کی نہ ہو جیسے کوئی شخص محض گوشت کی وجہ سی شریک ہوا

یا کوئی شخص نیت قربت ہی کے اہل نہ ہو (مثلاً کافر[*]) وہ شریک ہو تو کسی کے طرف سے بھی قربانی درست نہ ہوگی۔
(۳) قربانی کے جانور مین کسی شخص کا عقیقہ کے واسطے حصہ لینا یا دم متعہ یا ہدی احصار یا ہدی تطوع کی نیت سے شریک ہونا جائز ہے
(۴) اگر کسی شخص نے قربانی کی نیت سے گائے وغیرہ خریدی پھر اورون کو شریک کرنا چاہتا ہے تو اسکی چند صورتین ہین۔
(صورت اول) غنی نے خریدے اور خریدنے کے وقت ہی دوسرے کے شریک کرنیکا قصد تھا تو بلا کراہت دوسری کا شریک کرنا جایز ہے۔
(ثانی) غنی نے خریدی لیکن خریدنے کے وقت دوسرے کے شریک کرنے کا قصد نہ تھا پھر اورون کو بھی شریک کرلیا تو قربانی تو صحیح ہو جاوے گی لیکن یہ فعل مکروہ ہے۔
(ثالث) غریب آدمی نے خریدی اور خریدنے کے وقت کسی کے شریک کرنے کی نیت نہ تھی۔ تو چونکہ نفس خریداری سے اس جانور کا ذبح کرنا اس کے ذمہ واجب ہوگیا۔ اس لئے اب اس کو کسی کا شریک کرنا جائز نہین اگر شریک کرے گا تو بقدار حصہ شریک کے ضمان دینا واجب ہوگا۔
(۵) ایک گائے یا بہینس مین تین چار آدمی شریک ہین بعض کی رائے اور شریک کرنے کی ہے بعض کی نہین جن کی راءٔ اور شریک کرنے کا ہے اگر اُن کی مجموعہ سے ایک ساتوان حصہ بچتا ہے تو شریک کرنا جائز ہے ورنہ نہین مثلاً ایک گائے پانچ آدمیون نے خریدی چار آدمی اور شریک کرلینے پر راضی ہین اور ایک شخص رضامند نہین تو اُسکی

[*] لان الکافر لا یتحقق منہ القربۃ فکان نیتہ ملحقۃ بالعدم ۱۲

صورت مین شرکت کرلینا جائز ہے ؛ اور اگر چھہ نے ایک گائے خریدی
اور پانچ اور شخص کی شرکت پر راضی ہین اور ایک راضی نہیں تو
تو یہہ شرکت جائز نہین ۔ مگر یہہ مسٔلہ ۵ کی تفصیل اسی صورت مین ہے کہ
پانچ چار آدمیون نے ملکر ایک گائے خریدلی اور اسی نسبت سے اسمین شریک
رہے اور اگر نسبت بدل گئی مثلاً پانچ آدمیون نے اس صورت سے خریدی
کہ تین حصہ ایک کے اور چار حصہ باقیون کے تو اس صورت مین وہ تین
حصہ والا اپنے حصہ تفصیل (۴) کے مطابق دوسرون کو دے سکتا ہے

(۶) ایک شخص نے ایک گائے خریدی اور ایک حصہ میں اس سال
کی نیت کی اور چھہ حصون میں سنین ماضیہ کی نیت کی تو وہ سنین
ماضیہ کی قضاء مین کافی نہ ہوگی صرف اسی سال کے لئے ہوگی ۔

(۷) ایک گائے مین مختلف آدمی شریک ہوئے بعضوں کی نیت
قربانی نافلہ کی اور ایک یا کئی شخص اس نیت سے شریک ہوی کہ
انہوں نے باوجود وجوب کے گذشتہ سال قربانی نہ کی تھی تو سب کی قربانی
صیحح ہوجاوے گی ۔ لیکن جس شخص نے گذشتہ سال کی نیت کی اسکی
یہہ قربانی تطوع رہے گی ۔ اور گذشتہ سال کی طرف سے ایک
بکری کی قیمت خیرات کرنا اسکے ذمہ واجب رہے گی ۔

(۸) دو آدمی ایک گائے مین برابر درجہ کے ۳½ حصہ کے شریک
ہوئے اسمین علماء کا اختلاف ہے کہ یہہ حصہ جو ساتوین سے کم ہے
اس کی وجہ سے قربانی صیحح ہے یا نہین مختار اور صیحح قول یہہ ہے
کہ قربانی صیحح ہوجاتی ہے ۔

اسی طرح یہہ جو متعارف ہے کہ چھہ آدمی شریک ہوکر ساتوان

حصہ حضور کی طرف سے کر لیتے ہین۔ اس مین بھی قربانی صحیح ہو جاتی ہے
فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ اشفاق الرحمان غفرلہٗ

تقریظ از فخر المدرسین ماہر علوم عقلی و نقلی مولانا حافظ عبد اللطیف صاحب ادام اللہ بالفیض مدرس اول مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

یہ رسالہ اپنے مضمون مین بے نظیر ہے اور نہایت مفید ہے
حق تعالےٰ اسکے مولف کو اور اسکے ناظرین کو اجر جزیل عطا فرماوے
اور اس سے سب مسلمانون کو متمتع فرماوے فقط۔

عبد اللطیف عفا اللہ عنہ

مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

مورخہ ۲۰ رجب ۱۳۴۰ھ

تقریظ از عمدۃ المدرسین حضرت مولانا مولوی عبد الرحمان صاحب کاملپوری دامت برکاتہم مدرس مدرسہ

بعد الحمد والصلوۃ بندہ نے اس رسالہ کو بعض بعض مقامات سے دیکھا فضائل قربانی
اور ضروری مسائل قربانی کو اسمین نہایت تفصیل اور خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا
ہے ایسی ضروری اور جامع رسالہ کی نہایت ضرورت تھی اللہ تعالیٰ جل وعلا اسکے
مؤلف حضرت مولانا اشفاق الرحمان صاحب دام برکاتہم مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
کو جزاء خیر عطا فرماوے۔ جنھون نے باوجود عدیم الفرصت ہونے کے اس ضرورت

...پورا کیا فجزاہ اللہ خیر الجزاء +

بندہ عبدالرحمٰن عفی عنہ، خادم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ریاض الاظہر فی احوال سید البشر

... چمن منظوم ناظم مولنا مولوی عاشق حسین صاحب سیماب اکبرآبادی و مولنا مولوی سید حسین صاحب شفق صاحب شفق عمادپوری۔ قیمت للعہ روپیہ مجلد کامل

اس کتاب پر معزز ایڈیٹر صاحب قوم کی رپورٹ

کی زریں رائے ملاحظہ ہو + :-

اصلی کتاب ہشت بہشت

علامہ حضرت باقر آگاہ النایطی الشافعی

...ہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں تصنیف فرمائی تھی اور یہ کتاب اس قدر مقبول ہے کہ ... اس کے دیہات میں بھی ... حضرت باقر آگاہ کی نظم پڑھی سنتی ہیں، چونکہ مدراس میں اب وہ زمانہ نہیں ہے جو حضرت باقر آگاہ کے زمانہ میں تھی، اسلئے جناب حاجی محمد محی الدین صاحب نے اس تبرک کتاب کو ازسرنو جناب مولانا مولوی عاشق حسین صاحب سیماب، وارثی اکبرآبادی سے نظم کرایا ہے گویا اس کتاب کو قدیم بھی کہ سکتے ہیں اور جدید بھی۔ جان وہی ہے قالب بدل گیا ہے۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہئے قالب وہی ہے صرف لباس بدل گیا ہے۔

کتاب حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت و نبوت معجزات۔ معراج وغیرہ کے حالات میں ہے نظم صاف اور سادہ ہے اور بڑی تقطیع کے ۳۰۵ صفحات پر شایع ہوئی ہے کاغذ سفید اور چکنا لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ جناب حاجی صاحب نے اس کتاب پر بہت سا روپیہ خرچ کیا ہے اور مطبع عزیزی آگرہ میں طبع کراکے منگوایا ہے۔ ہر مسلمان گھر میں اس کتاب کی ایک جلد رکھنی چاہئے۔ اور بچوں اور لڑکوں کو پڑھانا چاہئے۔ سیرۃ میں اس سے زیادہ دلچسپ کتاب موجود نہیں ہے۔ پرچہ ۱۸ اگست ۱۹۲۸ء صفحہ ۲ کالم ۲

ملنے کا پتہ

حاجی محمد محی الدین تاجر کتب و سوداگر

موچی بازار نمبر ۲۹۹ معسکر بنگلور سے طلب کریں

اسی کتاب کی دوسری جلد پر لایق ایڈیٹر نے یوں تحریر فرمایا ہے۔

ریاض الاظہر

ہم اس کتاب کی پہلی جلد کا تعارف کراچکے ہیں یہ دوسری جلد ہے جس میں چمن پنجم چمن ششم اور چمن ہفتم ہیں۔ ہم جس طرح کہ لکھ چکے ہیں۔ اس کتاب کا ماخذ حضرت باقر آگاہ نایطی مدراسی مرحوم کی مشہور و مقبول کتاب ہشت بہشت ہے۔

یہ تین چمن جو اس وقت پیش نظر ہیں جناب مولانا مولوی سید حسن مرتضیٰ صاحب شفق رضوی عمادپوری کی سخن سنجی کا نتیجہ ہے۔

لائق شارح و ناظم ثانی نے ہشت بہشت کے مضامین کو فصیح و بلیغ اردو کا جامہ پہنادیا ہے۔ نظم شستہ اور سنجیدہ ہے اور سیرۃ النبی گھروں میں پڑھنے اور پڑھانے کے لئے یہ کتاب بہت بہتر اور دلچسپ ہے۔

قوم کو جناب محمد محی الدین صاحب سوداگر بنگلور کا شکرگذار ہونا چاہئے۔ جو صرف کثیر سے چھپوایا ہے اور مفید اسلامی کتب شائع کراتے ہیں۔

چمن پنجم میں حلیہ شریف۔ چمن ششم میں خصائص نبوی اور چمن ہفتم میں معجزات کا بیان ہے۔ نظم کی روانی زبان کی شستگی تشبیہ و استعارہ کی ندرت بھی قابل تعریف ہے۔ تینوں چمن کی قیمت صرف ۸/ مطبع عزیزی آگرہ میں خوشخط چھپی ہے۔ جنوری ۱۹۲۹ء صفحہ ۲ کالم ۲

ملنے کا پتہ

حاجی محمد محی الدین تاجر کتب و سوداگر

موچی بازار نمبر ۲۹۵ معسکر بنگلور سے طلب کریں

ایڈیٹر صاحب قومی رپوٹ کی اس کتاب کے متعلق ایک مفید رائے

احکام رمضان

یہ ایک مفید اور مبارک کتاب ہے جس کا پورا نام تنبیۃ الوسنان علی احکام رمضان ہے ہمارے صوبہ کے مشہور علم دوست اور قابل قدر طابع و ناشر جناب کے حاجی محمد محی الدین صاحب بنگلوری نے اپنی خاص فرمایش سے یہ مفید کتاب تیار کرائی ہے مولانا اشفاق الرحمن صاحب کاندہلوی مفتی سابق مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے واقعی بے حد محنت و جانفشانی سے رمضان کے تمام مسائل فقہ کی بڑی بڑی کتابوں سے انتخاب کرکے اس کتاب میں جمع کر دیے ہیں۔ ہماری رائے میں جو شخص در مختار رد المختار۔ فتاوی عالمگیری۔ بحر الرائق۔ قاضی خان وغیرہ مشکل اور دقیق کتابوں سے جس قدر مسائل سمجھ سکتا ہے اسی قدر اس ایک کتاب سے اپنی زبان میں سمجھ سکتا ہے۔

لائق مصنف نے روزہ کے فضائل سے لیکر روزہ کے رہنے اور ٹوٹنے تک تمام مسائل لکھدیے ہیں اور جابجا صحاح کی احادیث بھی لکھدی ہیں اسکے بعد فطرہ کے احکام عید کے احکام صاع کے وزن اور قول کی تحقیق آسان طور پر تحریر فرمادی ہے اس کے علاوہ تراویح کی بیس رکعت کا مسئلہ ایسی وضاحت سے بیان کیا ہے کہ کسی شخص کو اسمیں شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ حق یہ ہے کہ ایسی کتاب جو فقہ کے طرز پر بھی اور اس میں احادیث بھی درج ہوں اور ہر مسئلہ کی وضاحت بھی ہو آجتک ہماری نظر سے نہیں گزری جناب حاجی محمد محی الدین صاحب واقعی علوم شریعت کو زندہ کرتے ہیں جو ایسی ایسی کتابیں لکھوانے اور شائع کرانے کی کوشش میں اپنا روپیہ صرف کر رہے ہیں۔

کتاب بڑی تقطیع کے ۱۴۰ صفحات پر ہے کاغذ دبیز ولایتی ہے قیمت ایک روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک کچھ زیادہ نہیں۔ جنا نمبر ۹۷ صہ ۳ کالم ۳

ملنے کا پتہ

کے حاجی محمد محی الدین تاجر کتب و سوداگر، موچی بازار نمبر ۳۹۹ معسکر بنگلور سے طلب کریں

عالیجناب عبد الغنی صاحب بی اے (علیگ) چیف ایڈیٹر روزنامہ خلافت بمبئی نے درج ذیل کتاب کی تعریف میں چند سطور سپرد قلم کی ہیں۔

روض الریاحین ترجمہ اردو

بستان المحدثین

یہ کتاب حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف تصنیف بستان المحدثین کا اردو ترجمہ ہے۔ بستان المحدثین کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں۔

اس میں حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے علم حدیث کی تمام مستند تصانیف کی تفصیل اور مصنفین کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔

اس کا اردو ترجمہ نہایت سلیس عام فہم اور با محاورہ زبان میں جناب مولانا مولوی عبد السمیع صاحب دیوبندی نے کیا ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جو مسلمان علم حدیث کی مستند تصانیف اور اس کے مصنفین کے کارناموں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہوں، ان کے لئے یہ ترجمہ نہایت مفید ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ اور کاغذ اعلیٰ۔ ہدیہ ایک روپیہ بارہ آنے (عہ) ۱۲ ۱۳۹ صہ ۳ کالم ۴

ملنے کا پتہ

کے حاجی محمد محی الدین تاجر کتب و سوداگر موچی بازار نمبر ۳۹۹ معسکر بنگلور سے طلب کریں

...حسن صاحب مرحوم و مغفور، فقہ اکبر شرح از بحر العلوم لکھنوی مترجم اردو،